میر حسن

(حالاتِ زندگی)

میر غلام حسن نام اور حسن تخلص۔ مشہور ہجو گو میر غلام حسن ضاحک کے صاحب زادے اور میر انیس کے دادا تھے۔ جد امجد ہرات سے دہلی میں آکر آباد ہوئے جہاں ۱۷۳۶ء میں میر حسن پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ دہلی ویران ہوئی تو والد کے ساتھ فیض آباد چلے گئے جو اُس زمانے میں اودھ کا دارالسلطنت تھا۔ یہاں نواب سالار جنگ کی ملازمت اختیار کی۔ جب نواب آصف الدولہ نے فیض آباد سے دارالحکومت لکھنؤ منتقل کیا تو یہ بھی لکھنؤ آگئے۔

شاعری میر حسن کو وراثت میں ملی تھی۔ ابتداء میں اپنے والد سے پھر میر دردؔ سے صلاح لیتے رہے۔ ان کی شہرت کی وجہ غزل اور قصیدہ نہیں بلکہ مثنوی نگاری ہے اور یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اُن کی وجہ شہرت اُن کی مثنوی ''سحر البیان'' ہے۔ یہ مثنوی ایک منظوم داستان ہے جس میں بدر منیر اور شہزادی بے نظیر کا فسانہ عشق بیان کیا گیا ہے۔

میر حسن کی مثنوی ''سحر البیان'' کی زبان سادہ، رواں، بے ساختہ اور عام فہم ہے۔ ڈھائی سو برس گزر جانے کے باوجود اس کی تازگی میں کوئی فرق نہیں آیا اور اس کی زبان آج کی زبان معلوم ہوتی ہے۔ یہ مثنوی آج بھی اُسی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے جس دلچسپی سے پہلے پڑھی جاتی تھی۔ جذبات نگاری میں میر حسن کو بڑا ملکہ حاصل ہے بڑے، بوڑھے، عورت، مرد، بادشاہ، فقیر، امیر، غریب ہر شخص کے جذبات، خیالات اِس کی عُمر اور کے مرتبے کے لحاظ سے بیان کیے گئے ہیں۔ مثنوی میں ربط و تسلسل پایا جاتا ہے۔ منظر کشی میں میر حسن کو پورا عبور حاصل ہے وہ جس منظر کو پیش کرتے ہیں اس کی تمام ضروری جزئیات کو بڑی خوبصورتی سے سامنے لاتے ہیں۔

میر حسن کا اندازِ بیان بے تکلف ہے۔ وہ تشبیہہ اور استعارہ کو اپنے شعروں کی خوب صورتی اور دل کشی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی تشبیہات بہت خوب صورت اور برمحل ہوتی ہیں۔ وہ مثنوی کو اس تسلسل اور ربط سے پیش کرتے ہیں کہ قلم کی روانی کہیں رکاوٹ محسوس نہیں کرتی۔ واقعات کی ترتیب اور تسلسل اس طرح سے پیوست ہیں کہ کڑی سے کڑی ملتی چلی جاتی ہے۔ انھوں نے ۱۷۸۶ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔

داستان۔ تیاری میں باغ کی

(میر حسن)

مقاصدِ تدریس

- طلبہ کو نظم کی صنف 'مثنوی' سے متعارف کروانا۔
- طلبہ کو منظر نگاری اور فطرت پرستی سے روشناس کرانا۔
- طلبہ کو میر حسن کی مثنوی نگاری کے فنی اسلوب سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو اُردو ادب میں مثنوی نگاری کی روایت بتانا۔

الفاظ و تراکیب

مئے ارغوانی	ساقیا	لغلغے	مشام	چوپڑ
چھپر کھٹ	دروں	زرنگار	خیابان	لب جو

مئے ارغوانی پلا ساقیا!
کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا

دیا شہ نے ترتیب اک خانہ باغ
ہوا رشک سے جس کے لالے کو داغ

عمارت کی خوبی دروں کی وہ شان
لگے جس میں زربفت کے سائبان

چقیں اور پردے بندھے زرنگار
دروں پر کھڑی دست بستہ بہار

کوئی ڈور سے در پہ اٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا

چھتوں کا تماشا تھا آنکھوں کا جال
نگہ کو وہاں سے گزرنا محال

سنہری مُغَرّق چھتیں ساریاں
وہ دیوار اور در کی گل کاریاں

دیے ہر طرف آئینے جو لگا
گیا چوگنا لطف اس میں سما

وہ مخمل کا فرش اس کا ستھرا کہ بس
بڑھے جس کے آگے نہ پائے ہوس

رہیں لغلغے اس میں روشن مَدام
معطر شب و روز جس سے مشام

چھپر کھٹ مُرَصّع کا دالان میں
چمکتا تھا اس طرح ہر آن میں

زمین پر تھی اس طور اس کی جھمک
ستاروں کی جیسے فلک پر چمک

زمیں کا کروں واں کی کیا میں بیاں
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیاں

بنی سنگِ مرمر سے چوپڑ کی نہر
گئی چار سو اس کے پانی کی لہر

قرینے سے گرد اس کے سروِ سہی
کچھ اک دور دور اُس سے سیب و بہی

کہوں کیا میں کیفیتِ دار و بست
لگائے رہیں تاک واں مئے پرست

چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن

چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا

کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان
مدن بان کی اور ہی آن بان

کہیں ارغواں اور کہیں لالہ زار
جُدی اپنے موسم میں سب کی بہار

پڑی آبِ جُو ہر طرف کو بہے
کریں قمریاں سرو پر چہچہے

گلوں کا لبِ نہر پر جھومنا
اسی اپنے عالم میں منہ چومنا

وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر
نشے کا سا عالم گلستان پر

لیے ہاتھ میں بیلچے مالنیں
چمن کو لگیں دیکھنے بھالنیں

کہیں تخم پاشی کریں گود کر
پنیری جما دیں کہیں کھود کر

کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال
رہیں ہاتھ جوں مست گردن میں ڈال

لبِ جُو پہ آئینے میں دیکھ قد
اکڑنا کھڑے سرو کا جد نہ تد

خراماں صبا صحن میں چار سو
دماغوں کو دیتی ہر اک گل کی بو

صدا قرقروں کی بطوں کا وہ شور
درختوں پہ بگلے منڈیروں پہ مور

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

صبا جو گئی ڈھیریاں کر کے پھول
پڑے ہر طرف مولسریوں کے پھول

ہوا اِن گلوں سے دوبالا سماں
اِسی باغ میں تھا وہ سرو رواں

(مثنوی سحرالبیان)

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات [illegible]

(الف) نظم کے چھٹے شعر میں شاعر کے خیال کے مطابق وہاں نگاہ کا گزرنا کیوں محال تھا؟

(ب) دالان میں چھپر کھٹ کیوں چمکتا تھا؟

(ج) زمین کو کس قرینے سے سجایا گیا تھا؟

(د) میر حسن کی یہ نظم اُن کی کس مشہور مثنوی سے لی گئی ہے؟

(ہ) فلک پر کس چیز کی چمک نظر آ رہی تھی؟

(و) دروں پر کس چیز کے سائباں لگے ہوئے ہیں؟

(ز) پائے ہوس کس وجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے؟

۲۔ نظم 'داستان باغ' کی تیاری [illegible] بیان کریں۔

علم بیان

تشبیہ:۔ تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دینا یا مثال دینا۔ اور علم بیان کی رو سے ایک چیز کو کسی مشترک خوبی کی بنا پر دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے۔ جبکہ وہ خوبی دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہو تو اِسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً بچہ چاند کی طرح خوبصورت ہے۔

اس فقرے میں بچے کی خوبصورتی کو چاند سے تشبیہ دیکر اس کے حسن کو ظاہر کیا گیا ہے چونکہ چاند حسن کے لحاظ سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ لہٰذا بچے کی خوبصورتی کو چاند کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

ارکان تشبیہ:۔ تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں:

مشبہ، مشبہ بہ، حروف تشبیہ، وجہ شبہ، غرض تشبیہ

استعارہ:۔ استعارہ کے لفظی معنی ادھار لینے کے ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کوئی لفظ اصل کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اس کے حقیقی اور مجازی معنوں کا تعلق تشبیہ کا ہو تو اِسے استعارہ کہتے ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ تشبیہ میں جو بات مشبہ میں ہوتی ہے اس کا ذکر استعارہ میں نہیں ہوتا۔ لیکن استعارہ میں مشبہ بہ کو مشبہ مان لیا جاتا ہے۔ مثلاً جاؤ! اُس اُلو کو بلا لاؤ۔

اس فقرے میں اُلو کے اصلی معنی مراد نہیں لئے گئے بلکہ اُلو ایک بیوقوف جانور ہے لہٰذا ایک احمق انسان کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا۔

ارکان استعارہ:۔ ا۔ مستعارلہٗ، ۲۔ مستعارمنہٗ، ۳۔ وجہ جامع

مجاز مرسل:۔ وہ لفظ جس کے مجازی معنی مراد ہوں مگر حقیقی اور مرادی معنوں میں تشبیہہ کا تعلق نہ ہو۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں: (ا) جز کہہ کر کل مراد لینا۔ (۲) کل کہہ کر جز مراد لینا، (۳) سبب بول کر نتیجہ مراد لینا، (۴) مسبب کہہ کر سبب مراد لینا۔

۳۔ نظم ''داستان باغ کی تیاری میں'' جو منظرکشی کی گئی ہے۔ اِسے مختصر الفاظ میں لکھیں۔

۴۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھ کر جملوں میں استعمال کریں۔

محال۔ ہوس۔ فلک۔ عیاں۔ آن۔ اٹکا۔ سماں۔ قرینہ۔ داستان

۵۔ اس نظم میں کم از کم پانچ تشبیہات کی نشاندہی کریں۔

مثنوی

مثنوی میں طویل قصوں، داستانوں، کہانیوں، جنگ و جدل کے واقعات اور لوک کہانیوں کو منظوم صورت میں پیش کیا جاتا ہے یہ اپنی وسعت کی بناء پر ہر قسم کے مضمون کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اِس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کے بعد قافیہ بدل دیا جاتا ہے اس کے لیے مخصوص بحریں استعمال کی جاتی ہیں۔

سرگرمیاں

ا۔ اساتذہ کرام طلبہ سے کسی بھی ادب پارے کا علم بیان کی روشنی میں جائزہ لیں۔
۲۔ اساتذہ کرام طلبہ سے مجازی معنی کے لحاظ سے لغت کا استعمال کروائیں۔
۳۔ اُستاد طلبہ کو کسی اور شاعر کی مثنوی سُنائیں جسے طلبہ اپنی کاپیوں میں نوٹ کریں۔

اشارات سبق

ا) طلبہ کو مثنوی کی ہیئت بتائی جائے۔
۲) بہار کے منظر پر طلبہ کو کوئی نظم سنا کر درج بالا نظم سے اس کا موازنہ کیا جائے۔
۳) طلبہ کو میر حسن کی نظم گوئی کی خوبیوں سے آگاہ کیا جائے۔
۴) طلبہ کو اُردو ادب میں مثنوی کی روایت سے آگاہ کریں۔